باب ہفتم

# شب عاشور

روز نہم جو مل گئی مہلت حسینؑ کو

www.emarsiya.com

کل بند : ۸۴ بند

تاریخ : جولائی ۱۹۶۹ء

محل : کالونی بٹلر پیلس۔ لکھنؤ

# شب عاشور

روز نہم جو مل گئی مہلت حسینؑ کو مہلت ملی برائے عبادت حسینؑ کو
مہلت پئے نماز و تلاوت حسینؑ کو دی اہل شر نے شکر کی فرصت حسینؑ کو
عرفان حق لطافت احساس کا جہاد
مہلت بغیر تیغ وہ عباسؑ کا جہاد

ظاہر ہے ایک رات کی مہلت سے سربہ سر سمجھے ہوئے تھے شاہ کے موقف کو اہل شر
حملہ نہ تھا نہ کوئی بہانہ نہ کوئی ڈر ہونی ہے رات طاعت معبود میں بسر
سبط نبیؐ کی بات میں جائے سخن نہیں
مشکوک دشمنوں کی نظر میں چلن نہیں

تھے موقف امام سے آگاہ سب شقی مشکوک طرز زیست نہیں تھی حسینؑ کی
شبیرؑ کے ہے پیش نظر صلح شبّرؑ جب یوں ہے تو سوال یہ کل بھی ہے آج بھی
مہلت یہ جس کو دی تھی عبادت کے واسطے
کیا وہ تھا تیر و تیغ کی شدّت کے واسطے

روز نہم یہ آئی ہوئی جنگ روک کر شہ چاہتے ہیں کوئی نہ رہ جائے بے خبر
پڑ جائے سب کی جنگ کے حالات پر نظر تاویل این و آن کی، نہ ترمیم خیر و شر
آجائے دین فکر و تامل کی راہ پر
پردہ رہے نہ کوئی ضمیر و نگاہ پر

www.emarsiya.com

یوں کس کے قتل کی ہے یہ تدبیر دیکھ لیں　　کرنے چلے ہیں کس پہ یہ تعزیر دیکھ لیں
کس کے لئے کھینچی ہے یہ شمشیر دیکھ لیں　　اپنے نبیؐ کی آل کی تصویر دیکھ لیں
سجدوں میں انہماکِ عبادت بھی دیکھ لیں
حق کا یقین ظلم کی شدت بھی دیکھ لیں

ویسے تو شہ کو جنگ نہم ٹالنی نہ تھی　　اپنے کو اور کرنا تھا کمزور واقعی
کچھ بھی نہ ہو تو یہ تو نمایاں ہے صاف ہی　　اک روز اور طول جو کھینچے گی تشنگی
مانا کہ ہمتوں کے جیالے نڈر ہیں سب
تابِ جہاد لائیں گے کیوں کر بشر ہیں سب

لب تشنگی بشر کا ہے اک عالمِ تباہ　　جب بات کی ہو تاب نہ قابو میں ہو نگاہ
ہچکی گلے میں بنتی ہے سینے سے اٹھ کے آہ　　لب تشنگی میں ہوتا ہے وہ کرب بے پناہ
ہر سانس کو جو آگ کا شعلہ بناتا ہے
جو رفتہ رفتہ موت تک انساں کو لاتا ہے

کیا نظمِ زیست ہوتا ہے برہم نہ پوچھئے　　جیسے ہو جیتے جی کوئی بے دم نہ پوچھئے
بنتا ہے جسم دردِ مجسم نہ پوچھئے　　لب تشنگی کے کرب کا عالم نہ پوچھئے
جیسے کوئی رگوں کو کلیجے میں توڑ دے
جیسے کوئی بدن سے لہو کو نچوڑ دے

شعلہ تمام قلب تو انگارہ سب جگر　　نازک لطافتیں یہ وفا کی ہیں الحذر
مولا پہ پیاس کا کہیں ظاہر نہ ہو اثر　　دل سے یہ عہد باندھے ہوئے تھے وہ حق سیر
جو کچھ ہو حال ذہن پریشاں نہ ہو سکیں
آثارِ تشنگی بھی نمایاں نہ ہو سکیں

سوکھی ہوئی رگوں میں تشنج سا بار بار　　ہر سعئ اعتدال میں اک سوز انتشار
افراطِ اضطراب میں سب کربِ اضطرار　　اس جبرِ تشنگی میں وہ تہذیبِ اختیار
اس ہولناک وقت میں اس بھوک پیاس میں
کیا اقتدارِ نفس ہے سب ہیں حواس میں

www.emarsiya.com



وہ زور جور و جبر کا وہ وحشتوں کا دور　　دہلائے دل جو شیر کا وہ دہشتوں کا طور
ہر سانس زندگی کے لئے ہے محلِ غور　　جتنی بڑھی وہ رات بڑھیں شدتیں کچھ اور
ایسے ستم سے ایسی بلا ایسی پیاس سے
کب زندگی دوچار ہوئی یوں ہراس سے

وہ عالمِ ہراس کہ بڑھتا ہی جو رہا　　وہ کربِ تشنگی کا جو ہر دم ہوا سوا
وہ موت کا یقیں تھا کہ خنجر گلے پہ تھا　　اس حال میں وہ صولتِ کردار مرحبا
بس یہ نہیں کہ جوش میں بہرِ جدل گئے
یہ وہ ہیں اپنے پاؤں سے سوئے اجل گئے

وہ عالمِ ہراس وہ توفیقِ عزمِ کار　　وہ اعتقادِ نفس کی چھائی ہوئی بہار
مایوسیوں میں جوشِ عمل کا وہ اقتدار　　کیسا یقینِ قتل سے چہروں پہ ہے نکھار
یوں مطمئن ہیں ظلم کی رفتار دیکھ کر
جیسے خلیل آگ کا انبار دیکھ کر

سمجھے ہوئے حسینؑ کے افکار کے حدود　　نظروں میں ہیں لئے ہوئے سب رازِ ہست و بود
ہے دلکے ولولوں کی ہر اک سانس میں نمود　　عزت کی موت کے لئے بیتاب ہیں وجود
قرباں تھی زندگی پئے توقیرِ زندگی
معصوم کس قدر ہے یہ تصویرِ زندگی

تیار ہیں جو موت پہ مانگیں وہ کیوں حیات　　مرنے پہ جب تلے ہیں تو کیا آجکل کی بات
موقف کا یہ یقین ارادے کا یہ ثبات　　اک معرکہ ہے عزم کا مہلت کی ایک رات
کیا کیا نہ مصلحت ہے شہِ خوشخصال کی
جھیلی گئی ہے کیوں یہ مصیبت سوال کی

روزِ نہم سوال کے اسباب دیکھئے　　دشمن برائے جنگ تھے بیتاب دیکھئے
تاویل باز کرتی گئی باب دیکھئے　　حجت تمام کرنے کے آداب دیکھئے
پردہ کوئی رہے نہ ضمیر و نگاہ پر
جو چاہے حرؑ کی طرح چلا آئے راہ پر

مہلت وہ ایک کرب گوارہ کہیں جسے      انجام پر لطیف اشارہ کہیں جسے
مہلت کہ ڈوبتے کو کنارا کہیں جسے      ظلمت میں روشنی کا منارہ کہیں جسے
مہلت کہ جس نے عزم کو دل کا لہو دیا
مہلت کہ جس نے سیرت حرؑ کو نمو دیا

امرت کی ہے سبیل کہ تحریک زہر کی      جنگل کا ہے نظام کہ تہذیب شہر کی
جادہ کدھر ہے امن کا کیا راہ قہر کی      اچھا برا نگاہ میں آجائے دہر کی
مہلت وہ اک نظر تھی کہ دل کو ٹٹول لے
میزان تھی کہ جس پہ بشر خود کو تول لے

وہ خوش فریبیاں ہوں کہ ہوں غم فریبیاں      شعلہ فریبیاں ہوں کہ شبنم فریبیاں
خنجر فریبیاں ہوں کہ مرہم فریبیاں      وہ خود فریبیاں ہوں کہ عالم فریبیاں
امکان ہر فریب کی بنیاد ڈھا گئی
مہلت تھی اک خلش کہ دلوں میں سما گئی

مہلت کہ خود کو دیکھ لے ہر خوش نہاد نفس      ابتک کی طرز کار پہ وہ نقش صاد نفس
مہلت اک احتساب جو ہے اعتماد نفس      مہلت جہاد تیغ سے پہلے جہاد نفس
بس یہ نہیں کہ ولولہ و جوش کی ہے بات
مہلت کے بعد معرکہ ہوش کی ہے بات

جوش عمل کچھ اور ہے ہوش عمل کچھ اور      وہ ہے تہوری تو شجاعت کا ہے یہ طور
وہ عزم کا وقار یہ معراج فکر و غور      وہ ایک دھن کی بات یہ عرفان حق کا دور
جوش عمل ہے تیر کا تلوار کا جہاد
ہوش عمل ہے حیدر کرار کا جہاد

عرفاں ہوا خدا کا نبوت کے فیض سے      پائی رضا کی راہ امامت کے فیض سے
سنبھلے بگڑ کے عصمت سیرت کے فیض سے      حر ہی نہیں کئی اسی مہلت کے فیض سے
تبت یدا سے آئے ہیں تطہیر کی طرف
یعنی ستم کی فوج سے شبیرؑ کی طرف

www.emarsiya.com



مہلت ضمیر و فکر و نظر کا ہے اعتدال      مہلت جہاد نفس کا اک عہد لا زوال
مہلت کی ایک رات میں تہذیب ماہ و سال      مہلت کے آئینہ میں وہ تاریخ کا جمال
آئی ہے کھل کے سامنے سیرت نفاق کی
اب کربلا نہ بات رہی اتفاق کی

یارائے صبر جب نہ ہو یہ شکر پائیدار      ہیں مطمئن ہراس سے گو زیست ہے دوچار
بے اختیاریوں پہ یہ تہذیب اختیار      تھی ہر طرف یہ عالم احساس میں پکار
پہلی اور آخری یہ زمانے کی رات ہے
بگڑے ہوئے نصیب بنانے کی رات ہے

خورسندگی کی رات یہ رخشندگی کی رات      مقصود زیست مقدرت زندگی کی رات
پیشانی حیات کی تابندگی کی رات      تسخیر موت معرکۂ زندگی کی رات
دار فنا میں منظر دار بقا کی رات
وہ آخری حسینؑ کی دار القضا کی رات

ہے روز حشر جس کی سحر وہ دراز رات      ہر زندگی کے راز کی افشائے راز رات
حق اعتبار راز حقیقت نواز رات      تدبیر حق نظام کی تقدیر ساز رات
نظم مقدرات زمین و زماں کی رات
وہ خیر و شر کے معرکۂ جاوداں کی رات

پر اضطراب جیسے سم مجتبیٰؑ کی رات      پرسوز جیسے زخم سر مرتضیٰؑ کی رات
پر درد جیسے رحلت خیر النساء کی رات      پر ہول جیسے ہجرت خیر الوریٰ کی رات
وہ رات جو ہے صبح قیامت بنی ہوئی
سینے پہ ساعت گذر ان کے تھمی ہوئی

نظم وفا کی رات نظام وفا کی رات      عہد ولا کی رات خلوص ولا کی رات
معراج صبر و شکر نمود رضا کی رات      عہد عمل کی رات جہاد بقا کی رات
وہ رات امتحان شرافت کہیں جسے
دیباچۂ کتاب شہادت کہیں جسے

وہ جذبِ حق کی رات وہ تاثیرِ حق کی رات　　وہ خوابِ حق کی رات وہ تعبیرِ حق کی رات
وہ امرِ حق کی رات وہ تعمیرِ حق کی رات　　وہ سرِّ حق کی رات وہ تسخیرِ حق کی رات
وہ رات جو خلیل کا عزمِ صمیم ہے
ہر سانس میں حرارتِ ذبحِ عظیم ہے

جور و جفا شکستِ خلوص وفا کی رات　　ظلم و دغا شکستِ شعارِ ولا کی رات
درد و بلا شکستِ نظامِ رضا کی رات　　مکر و ریا شکستِ یقینِ خدا کی رات
ہر ہر نفس میں معرکۂ چشم و گوش ہے
یہ کربلا کی رات کہ معراجِ ہوش ہے

مجبوریوں میں عزم کی وہ کامیاب رات　　خاموشیوں میں دفترِ ام الکتاب رات
مایوسیوں میں معرکۂ انقلاب رات　　تاریکیوں میں حاصلِ صد آفتاب رات
امکان سے وجوب کی حد تک ہے روشنی
صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے روشنی

وہ رات جس کے نور میں انوارِ زندگی　　جسکے نفس نفس میں ہے اظہارِ زندگی
وہ زندگی کی رات وہ معیارِ زندگی　　وہ رات جو ہے منظرِ شہکارِ زندگی
جو سانس ہے حدیثِ عطش کا ثبات ہے
وہ رات جسکی اوٹ میں آبِ حیات ہے

تنہائیوں میں حاملِ صبر رضا کی رات　　محرومیوں میں حسرتِ آلِ عبا کی رات
مجبوریوں میں شدتِ آہ و بکا کی رات　　زینبؑ کے ضبطِ نالۂ خیر النسا کی رات
تربت اداس جیسے کسی غم نصیب کی
مانگی ہوئی وہ رات حسینؑ غریب کی

سولہ پہر کے بھوک کی اور پیاس کی وہ رات　　ایمان کے لحاظ کی اور پاس کی وہ رات
صلِ علیٰ شرافتِ احساس کی وہ رات　　اک امتحان حضرت عباسؑ کی وہ رات
سہنا پڑا ہے ضبط کا اک دور شیر کو
کرنی پڑی ہیں شمر سے باتیں دلیر کو

www.emarsiya.com



باتیں کہ حق کو چھوڑ کے باطل میں لو پناہ　　جادے سے منھ کو موڑ کے منزل میں لو پناہ
عالم سے ہٹ کے دامنِ جاہل میں لو پناہ　　دھارے میں ناؤ چھوڑ کے ساحل میں لو پناہ
باتیں کہ حشر و نشر کی پرواہ چھوڑ دو
جو دینِ حق کی راہ ہے وہ راہ چھوڑ دو

تقریر وہ لعیں کی وہ ترغیب پر دعا　　عباس خود پہ رحم کرو بہرِ کبریا
ہے تین دن کی پیاس میں امکاں جہاد کا　　خود اضطرار کا ہے شریعت میں مسئلہ
اس طرح حرب وضرب کی شدت میں ڈالنا
جائز نہیں ہے خود کو ہلاکت میں ڈالنا

فوجِ کثیر تیغ بکف فکر ہے مجھے　　اے یادگارِ شاہِ نجف فکر ہے مجھے
تم ہو مری بہن کے خلف فکر ہے مجھے　　ہو بے سبب نہ جان تلف فکر ہے مجھے
پیغامِ امن و خیر کا ہمراہ لایا ہوں
حاکم سے لے کے خطِ اماں خود میں آیا ہوں

وہ مکر کا گھماؤ وہ حیلہ گری کا پھیر　　سنتا رہا وہ شمر کی تقریر تابہ دیر
غصہ کو ضبط کرنے کی کوشش میں تھا دلیر　　آخر رہی نہ تاب تو گونجا بشانِ شیر
جرأت ہے دھول جھونکنے کی آسماں پہ بھی
لعنت خدا کی تجھ پہ بھی تیری اماں پہ بھی

آیا ہے بن کہ تو مرا ہمدرد بے حیا　　اس گفتگو کا کیسے تجھے حوصلہ ہوا
سر تیرا کاٹ لوں یہی اس کا جواب تھا　　لیکن ہے پاس مجھ کو خود اپنے امام کا
بد اصل تجھ کو ربط کا دعویٰ غیور سے
تو ظلمت تمام میں وابستہ نور سے

جویائے حق کو کفر کی منزل پناہ دے　　منجدھار کے ہریر کو ساحل پناہ دے
علمِ علیؑ کو جہل کا حامل پناہ دے　　مظلوم کو سیاستِ قاتل پناہ دے
برقِ تپاں کو اور خس و خاشاک دے پناہ
مہرِ مبیں کو ذرۂ ناپاک دے پناہ

اے اعتبار زیست کے پیغام مرحبا     اے دین اے یقین کے اکرام مرحبا
اے شہسوار جادۂ اسلام مرحبا     اے ورثہ دار کاسر اصنام مرحبا
کیا نقشِ پائیدارِ وفا ہیں جو چھوڑے ہیں
ترغیب غیرحق کے صنم تو نے توڑے ہیں

اس رات میں رفیقوں کی اللہ رے زیب زین     رخ کے سکوں سے صاف عیاں ہے دلوں کا چین
دل جانب حسینؑ نظر جانب حسینؑ     بے چین ہے یہ سوچ کے زہراؑ کا نورعین
اپنی نہ کوئی فکر نہ کوئی خیال ہے
جانیں تلف یہ ہوں گی بس اس کا ملال ہے

شہ چاہتے ہیں اہل وفا یوں نہ قتل ہوں     یہ رہروان راہ رضا یوں نہ قتل ہوں
ہوکر اسیر ظلم و جفا یوں نہ قتل ہوں     یہ اہل حق یہ اہل ولا یوں نہ قتل ہوں
ذرہ سی بن کے نوک مژہ پر ہے کائنات
اک حیرت تمام کا منظر ہے کائنات

اس ہولناک رات میں وہ بارش کرم     وہ دین کا وقار وہ عرفان کا حشم
رستے سے ہٹ گیا ہے ہر احساس بیش وکم     یوں ہی کہا نہیں ہے مصر ہیں شہ امم
پردہ بنا کے رات کو شاہ غیور نے
ہاتھوں سے اپنے شمع بجھا دی حضور نے

اصحاب جائیں اور عزیزوں کو لے کے جائیں     عشق نبیؐ میں حرمت آل نبیؐ بچائیں
احساس غیریت کا نہ اصلا دلوں میں لائیں     حدّ وفا ہے ختم نہ آگے قدم بڑھائیں
یوں کس سے عہد خاص مودت ادا ہوا
شاہد ہوں میں کہ اجر رسالت ادا ہوا

لیکن یہاں تو ذوق کی یکساں بہار ہے     عزم حسینؑ عزم رفیقانِ کار ہے
ہے فرق صنف وسن میں جو وہ آشکار ہے     لیکن ہر ایک دین کا بس شاہکار ہے
مانع جو امر شہ کو ہے بیعت کے واسطے
مجبور ان کو کرتا ہے نصرت کے واسطے

www.emarsiya.com



کھا کر ترس حسینؑ کی غربت کے حال پر     کچھ اس لئے تو ساتھ نہیں ہیں یہ حق سیر
خود ان کے دیں کا ان سے اشارہ ہے سربہ سر     ہے زندگی کا فرض کہ مولا کی ہوں سپر
قبضہ ہے خشک و تر پہ شہ مشرقینؑ کا
ہے اقتدار ان کی نظر میں حسینؑ کا

پیش حسینؑ جس نے نہ کھولی کبھی زباں     بس تلملا اٹھا وہ محبت کا رازداں
اک چیخ تھی کہ بن گئی عباسؑ کا بیاں     ہم چھوڑ دیں حضور کا دامن شہ زماں
بن کر رہیں کلنک زمانے کے واسطے
یہ جانے والی جان بچانے کے واسطے

جان علیؑ و فاطمہ زہراؑ خطا معاف     حق کے امین دین کے مولا خطا معاف
سردار خلد سید والا خطا معاف     یہ لطف خاص اے مرے آقا خطا معاف
منھ کس کو ہم دکھائیں گے رخ حق سے موڑ کے
جائیں کہاں حضور کے دامن کو چھوڑ کے

قلب زمیں دماغ زماں جھومنے لگا     راز درون کون و مکاں جھومنے لگا
آدم کا فضل ہوکے جواں جھومنے لگا     خلاقیت کا ذوق تواں جھومنے لگا
یہ ولولے یہ قوت تقریر دیکھ کر
جھوما قِدَم حدوث کی تصویر دیکھ کر

ہے آفتوں کا دور بلا پھر بھی شاد ہیں     ہر سانس میں ہے کرب سوا پھر بھی شاد ہیں
چھائی ہے دہشتوں کی گھٹا پھر بھی شاد ہیں     آنکھیں دکھا رہی ہے قضا پھر بھی شاد ہیں
حد جبر واختیار کی پہچانتے ہیں یہ
اس زندگی کا صرف ہے کیا جانتے ہیں یہ

بڑھتا ہوا وہ زور ستم پھر بھی مطمئن     ہر سانس بس ہے نشتر غم پھر بھی مطمئن
وہ پیاس جیسے لب پہ ہو دم پھر بھی مطمئن     جو دل کو توڑ دے وہ الم پھر بھی مطمئن
انکا سکون انکی صلابت بیاں ہو
لفظوں میں کیسے ان کی جلالت بیاں ہو

یہ تو کہا نبیؐ کو نہ ایسے ملے شریک　　یہ بھی کہا علیؑ کو نہ ایسے ملے شریک
کیا موت زندگی کو نہ ایسے ملے شریک　　کونین میں کسی کو نہ ایسے ملے شریک
انکی کوئی مثال نہ شبیرؑ پا سکے
انصار اپنے کیا ہیں کہاں یہ بتا سکے

ہمت میں اور ڈالتی مایوسیاں خلل　　ہر کیفیت ہراس کی ٹکرا کے ان سے شل
سیرت کتاب و آل کا اک ربط بے بدل　　یعنی عمل سے قول سوا قول سے عمل
قرآن کا جمال ہے تقریر دیکھنا
شانِ عمل میں آل کی تصویر دیکھنا

سیلِ رواں ہیں عزم کا دورِ جمود میں　　قدرت کا ہیں کمال بشر کے حدود میں
آزادیٔ عمل ہیں حسینی قیود میں　　کیا بے نیازیاں ہیں نیاز سجود میں
سجدے میں سر، دماغ فلک پر لئے ہوئے
کون و مکاں ہیں نوک پلک پر لئے ہوئے

کونین اک صدف ہے کہ جسکے گہر ہیں یہ　　جو روح کو جگا دے وہ نورِ سحر ہیں یہ
ہے ہر شرف میں جان وہ عالی نظر ہیں یہ　　اسلام کی دعا ہیں دعا کا اثر ہیں یہ
امکان کو ہے ناز قدم ان کے چوم کے
تکتے ہیں آسماں سے ملک جھوم جھوم کے

ہر ہیبت قیاس یقیں بن کے خیمہ زن　　حق کے سکوں کی نیند میں اکبر کا بانکپن
ماتھے پہ مامتا کے بھی ادنیٰ نہیں شکن　　تاریخ دیکھتی ہے وہ کردار کی پھبن
ضبط و سکونِ نفس کا دستور دیکھئے
ہجرت کی شب سے تا شب عاشور دیکھئے

ہاں تھی یہی وہ رات کہ تنہا شہ زماں　　خاموش جا رہے تھے سوئے دشت خونچکاں
جان ولا ہلال نے دیکھا جو ناگہاں　　خود بھی شہ ہدا کے عقب میں ہوئے رواں
مولا سے دور دور مگر دیکھ بھال کو
پہنچے کہیں گزند نہ زہراؑ کے لال کو

www.emarsiya.com



قدموں کی چاپ سن کے مخاطب ہوئے جو شاہ　　کی عرض یہ ہلال نے اے شاہ دیں پناہ
میں ہوں ہلال آپ کا ناچیز بارگاہ　　میری خطا معاف دو عالم کے بادشاہ
عصرِ نہم سے ظلم و ستم کے وفور ہیں
میں ساتھ اس لئے ہوں کہ تنہا حضور ہیں

تنہا ملے جو شب کی خموشی میں یوں ہلال　　کس التفات خاص سے بولا نبیؐ کا لال
اس بے بسی پہ تم ہو ہمارے شریک حال　　کتنے حسیں عمل ہیں یہ کتنے حسیں خیال
اس سیرتِ خلوص پہ خورسند ہے حسینؑ
راضی خدا ہے تم سے رضا مند ہے حسینؑ

شاہد ہوں میں کہ حق رفاقت ادا ہوا　　سب اقتضائے دین و شریعت ادا ہوا
عہد وفا خلوص مودت ادا ہوا　　بس اے ہلال فرض اطاعت ادا ہوا
جادہ جو امن کا ہے رخ اس کی طرف کرو
تم اے ہلال جان نہ اپنی تلف کرو

ہے رات کا سکوت نہیں کوئی دور دور　　کچھ بات ہے گرفت کی اسمیں نہ کچھ قصور
ہو کوئی یا نہ ہو مجھے مرنا ہے کل ضرور　　بیعت اٹھا چکا ہوں میں اے میرے ذی شعور
میری خوشی ہے امن سے زندہ رہو ہلال
میں خود مصر ہوں جبر نہ تم پہ سہو ہلال

صلِ علیٰ حسینؑ کی گفتار حق مدار　　ہر ہر قدم پہ جائزۂ فکر و اعتبار
یہ موت کا یقین یہ ہمت یہ اقتدار　　یہ عزم یہ خلوص یہ جرأت یہ ہوش کار
تہذیب زندگی کا یہ معیار دیکھنا
اہلِ یقین و ضبط کا کردار دیکھنا

کی عرض یہ ہلال نے اے آسماں سریر　　میں ساتھ چھوڑ دوں یہ تصور ہے دل پہ تیر
مولا عطا سے آپ کی بیدار ہے ضمیر　　سر تن سے ہو جدا تو سبکبار ہو حقیر
لالچ نہ خلد کی نہ کوئی خوف نار ہے
نصرت میں سر کٹانے کو دل بے قرار ہے

غربال جسم زار ہو بس آرزو یہ ہے　　تیغ ستم کی دھار ہو بس آرزو یہ ہے
گرز گراں کا وار ہو بس آرزو یہ ہے　　قلب و جگر فگار ہو بس آرزو یہ ہے
خنجر گلے پہ ہو کہ جگر پر چھری حسینؑ
بس آرزو ہے لب پہ رہے ہر گھڑی حسینؑ

سب پیر و خورد سال کو جنگل میں چھوڑ دوں　　حق ہو کہ حق کمال کو جنگل میں چھوڑ دوں
اپنے نبیؐ کی آل کو جنگل میں چھوڑ دوں　　تنہا علیؑ کے لال کو جنگل میں چھوڑ دوں
غیرت کا ہے سوال حمیت کا ہے سوال
خود دیں سے بڑھ کے دین کی غیرت کا ہے سوال

تکمیل دیں ہے نصرت آل نبیؐ مجھے　　کیا آبرو خلوص مودت نے دی مجھے
قسمت سے آج ایسی سعادت ملی مجھے　　مولا پکارتی ہے مری زندگی مجھے
پھر دہر میں کہاں یہ محاذ عمل کہیں
جانے نہ پائے ہاتھ سے ایسی اجل کہیں

اک اعتماد خاص امامت لئے ہوئے　　ہر سانس میں بہار مودت لئے ہوئے
دل میں عجیب طرح کی دولت لئے ہوئے　　نظروں میں سب نظارۂ جنت لئے ہوئے
جب سید انام سوئے خیمہ گہہ پھرے
میدان سے ہلال بھی ہمراہ شہ پھرے

میداں سے آئے لوٹ کے خیمہ میں شاہ دیں　　ٹھہرے رہے ہلال در خیمہ کے قریں
کہرام اک حرم میں تھا آہیں لبوں پہ تھیں　　صبر و قرار کی کوئی صورت نہ تھی کہیں
آمادہ کلمہ گو ہیں جدال و قتال پر
کیا وقت آپڑا ہے محمدؐ کی آل پر

وہ ہولناک رات وہ ہیبت بھری فضا　　بنکر چھری ہے دل پہ سنکتی ہوئی ہوا
فریاد بن کے زینبؑ مضطر کی ہے صدا　　بھیا تری غریبی پہ خواہر تری فدا
یہ چند لوگ اب جو بہ رنج و تعب ہیں ساتھ
ان پر تو اعتماد ہے بھیا جواب ہیں ساتھ

www.emarsiya.com



سن کر یہ گفتگو نہ رہی تاب ضبط کی　　انصار کو ہلال نے آکر خبر یہ دی
اے اہل حق یہ میں نے سنا خود ابھی ابھی　　بھائی سے پوچھتی تھی نواسی رسولؐ کی
ویسے تو اب کسی سے امید وفا نہیں
انصار اعتماد کے قابل ہیں یا نہیں

سن کر خبر یہ کانپ گئے یاوران شاہ　　اٹھا وہ درد دل میں کہ اللہ کی پناہ
اک دوسرے پہ ڈال کے حسرت بھری نگاہ　　گویا ہوئے وہ صاحب عرفاں بہ اشک و آہ
حق ہیں کلام زینبؑ زہرا خصال کے
خود ہم قصور وار ہیں اس احتمال کے

اس وقت سے کہ لشکر حر جب سے ہے ملا　　گھٹتا ہی جا رہا تھا شہ دیں کا قافلا
یہ سچ ہے خود امام زمانہ کا حکم تھا　　لیکن تھا کچھ تو عہد مودت کا اقتضا
تھے کچھ نبیؐ کی آل کو جو چھوڑ کر گئے
صد حیف اعتبار سے ہم بھی اتر گئے

ہر ذی شرف نے ہاتھ میں شمشیر کھینچ لی　　سب نے نیام توڑ کے خندق میں پھینک دی
خیمہ کے در پہ آن کے یکجا ہوئے سبھی　　مہر سکوت لب پہ نگاہیں جھکی ہوئی
یوں تھے وہ آستانۂ حق تاج کے قریب
جیسے رسولؐ پردۂ معراج کے قریب

صل علیٰ وہ فطرت بیدار مرحبا　　وہ عزم حق وہ حوصلۂ کار مرحبا
گفتار کا وقار ہے کردار مرحبا　　کردار کی بہار ہے گفتار مرحبا
سب نے کہا یہ آن کے فضہ کے سامنے
ہے عرض داشت ثانی زہراؑ کے سامنے

ہے مثل مصطفیٰؐ کے ہمیں آل مصطفیٰؐ　　ہم کر سکیں گے کیا حق نصرت بھلا ادا
کیا خوش نصیب وہ ہے جو مولا پہ ہو فدا　　ارشاد ہو جو راحت جان بتولؑ کا
جس پر ہو اعتماد وہ صورت بہم کریں
ہم اپنے سر کو ہاتھ سے اپنے قلم کریں

ہے موت جیسے کھیل وہ نصرت کا ہے سرور    ممکن نہیں کہ طاعت مولا میں ہو قصور
کیا چیز ہے یہ لشکر شر فوج پُر غرور    چاہا اگر خدا نے تو سن لیں گے خود حضور
نظروں میں مکر و زور ہیں سب اہل نار کے
اک اک مرے گا رن میں ہزاروں کو مار کے

تھا شاہکار وقت وہ تاریخ کا سماں    وہ حق کا اہتمام وہ نصرت کی داستاں
عاشور کا عمل شب عاشور کا بیاں    جیسے کوئی نماز سے پہلے کہے اذاں
ہر زندگی کے دور میں اور ہر زمانے میں
تنہا ہے یہ خلوص کا منظر زمانے میں

عرفان حق کی آخری منزل پہ ہیں قدم    فردوس ہر نگاہ ہے ہر سانس ہے ارم
شان سکوت دیتی ہے آواز دم بدم    ہیں بے نیاز ہر غم سود و زیاں سے ہم
خیموں میں لوٹ کر وہ جری آئے اس طرح
معراج سے پلٹ کے نبیؐ آئے جس طرح

عہد وفا نے اور بڑھائیں شجاعتیں    ابھری ہوئی ہیں جوش تولّا کی برکتیں
تیور سے ابلی پڑتی ہیں کچھ اور ہمتیں    کچھ اور آگئی ہیں ارادوں میں قوتیں
سایہ فگن ہے فطرت معصوم کی دعا
ہے ساتھ ساتھ زینبؑ و کلثومؑ کی دعا

یہ کلمہ گو نبیؐ کے یہ آل نبیؐ کا حال    حربے ہیں ظلم وجور کے اور مصطفیٰؐ کا لال
کس دور سے دوچار ہے شیر خدا کی آل    پلٹے ہیں لے کے ذہن میں اک محشر خیال
نظروں کا کرب شکوۂ بیداد بن کے ہے
لب پر سکوت دفتر فریاد بن کے ہے

یارب وہ عزم دے کہ کلیجے پہ تیر کھائیں    یارب وہ جوش دے کہ نہ منھ پر سپر کو لائیں
یارب وہ شوق دے کہ گلے موت کو لگائیں    یارب وہ ضبط دے کہ ہزاروں میں دھنس کے جائیں
سب سختیاں اجل کی نہ دلکو ہلا سکیں
ہونٹوں پہ مرتے دم بھی زبانیں نہ آسکیں

www.emarsiya.com



سیرابی تمام کا منظر تپش دکھائے    ہو خوش جو روح لذت شمشیر و تیغ پائے
دل پر پڑے جو تیر شجاعت کا جوش آئے    لاکھوں پہ ایک ایک بہ شان عقاب جائے
ہمت بنے جو دلکی وہ ذوق بصیر دے
طاقت ہمارے ہاتھوں کو رب قدیر دے

جذبہ یہی ہے دل میں لبوں پر یہی دعا    لفظوں میں کیسے وسعت مفہوم ہو ادا
باؔنو ہے دیدنی یہ شجاعت یہ ولولا    ہے سیرتوں میں جوہر قرآں رچا ہوا
حق کا شرف ہیں دیں کی شرافت ہیں آن ہیں
آدم کی آبرو بنی آدم کی شان ہیں

●●●